



تanzim-e-islami ka tarjuman

، 2023ء 26 جون 1444ھ

قریانی کی اصل روح

اندھ کیں تھے اور بارجات کی اتکنی مدد و مدد کیس کو کہاں ادا کر دیا اور عزم کیس کے کام اندھ کی راستے پر جائیں گے۔ مال، مالی قربانی اور سینے پر جائیں گے۔ اس کے بعد اس کی کامیابی کے لئے بھی پہنچنے کا اعلیٰ تصور کیا جائے۔ اس کی جو کوشش کا امدادی نہیں ہوگی، گوشٹ کامیابی کی پکھڑت اسراپ بھی ہو گئے کچھ ہو۔

دہ کی رام وس رون یاں نہ ری
میں الائچی اور سسٹھن بارانی
ڈکھنے کا سرماں افغان

اس شمارے میں

ارڈان کی بخش اور ترکیہ کا مستقبل

پاکستان عرب ایوں کے سامنے میں

۲۰۱۵

وگا... ورزش با احیادت؟

نماہیں کر دا بکی کجی

کم حائز اور پر وقت مطالعہ



حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پہلا محجزہ

الْهُدَى
1040
الْهُدَى سلام حجۃ

﴿ آیات : 10، 11 ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورَةُ النَّمَاءِ

وَالْقِعَدَكَ طَفْلَيَا رَاهَاتَهُرَ كَانَهَا جَانٌ وَلَيْ مُدْبِرًا اوَلَمْ يَعِقْبَ طَمْوُسِي لَاتَّخَفْ قَدِ اِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيِ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْءَ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيْمٌ ۝

آیت ۱۰: (وَالْقِعَدَكَ طَ) ”او راپنا عصا (زمین پر) ڈال دو۔“

﴿ فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْرُرَ كَانَهَا جَانٌ وَلَيْ مُدْبِرًا وَلَمْ يَعِقْبَ طَ ۝ ”توجب اس نے اسے حرکت کرتے ہوئے دیکھا گویا وہ سانپ ہو تو وہ پیچھے پھیر کر بجا گا اور پیچھے مرکب بھی نہ دیکھا۔“
یعنی آپ پر شدید خوف طاری ہو گیا۔

﴿ بَمُوْسِي لَاتَّخَفْ قَدِ اِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيِ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ ”(اللہ نے فرمایا): اے موسی! ڈر نہیں، میرے حضور رسولوں کے لیے کوئی خوف نہیں ہوتا۔“

آیت ۱۱: (إِلَّا مَنْ ظَلَمَ) ”سوائے اس کے جس نے کوئی ظلم کیا ہو،“

اس استثناء کو بعض مفسرین نے متصل مانا ہے اور بعض نے منقطع متصل ہونے کی صورت میں مطلب یہ ہوا کہ جس رسول سے کوئی قصور سرزد ہوا اس پر خوف طاری ہو سکتا ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس وقت خوف کا طاری ہو جانا اس خطاب کے سبب تھا جو قتل (اگرچہ وہ قتل عدم نہیں تھا، قتل خطاب) کی صورت میں ان سے سرزد ہوئی تھی۔ لیکن اس کے بر عکس کچھ مفسرین کے نزدیک یہ استثناء منقطع ہے، یعنی یہ الگ جملہ ہے اور اس کا پچھلے جملے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

﴿ ثُمَّ بَدَلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْءَ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيْمٌ ۝ ”پھر اس نے بدل دیا راہی کوئی کسے تو یقیناً میں بہت بخشنے والا،“
بے حد مہربان ہوں۔“



عید الاضحیٰ کے دن پسندیدہ ترین عمل

درس
حدیث

عَنْ عَائِشَةَ بْنَيْفَالِتْ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَا عَيْلَ أَبْنُ أَدَمَ يَوْمَ النَّعْرِ عَمَلًا أَحَدَتْ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَرَاقَةِ الدَّمِ إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُقْرُوْنَهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَاهُنَّهَا وَإِنَّ اللَّهَ لَيَقْعُدُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقْعُدَ عَلَى الْأَرْضِ فَطِينِيْبُوهَا نَفْسًا) (رواہ ابوالترمذی و ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے نزدیک قربانی کے دن بندوں کے تمام اعمال میں پسندیدہ ترین عمل جانور کا خون بہانا ہے اور بندہ قیامت کے دن اپنی قربانی کے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت حاضر ہو گا۔ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے پہلے اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے، لہذا تمہیں چاہیے کہ خوش دلی سے قربانی کرو۔“

تفسیر: اس وقت قربانی کی رقم کو فلاحی کاموں میں خرچ کرنے کے حوالے سے کچھ متفاہرو یہ سامنے آ رہے ہیں جو خلاف شریعت ہیں۔ سال کے ان مدارک ترین تین دنوں میں ابن آدم کا فضل ترین عمل اللہ کی بارگاہ میں جانور کی قربانی ہے۔

ہدایت خلافت

خلافت کی ہماری میں ہو پھر استوار
الگین سے ڈھنڈ کر اسلام کا قلب مجگر

تنظیم اسلامی کا ترجیحان نظم خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد روحانی

کیم ۷ ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ
جلد 32
شمارہ 24
تاریخ 26 جون 2023ء

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید

مدیر ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون فرید اللہ مروٹ

نگران طباعت: شیخ حسین الدین

پبلیشور: محمد سعید اسعد طابع، بریڈ احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریل، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" میان روڈ پریل لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 042 35473375-78

E-Mail: markaz@tanzeem.org

مقام شاعت: 36-کنائیں لاہور 54700

فون: 03-35834000-501-502
nk@tanzeem.org

قیمت فیشنہ 20 روپے

سالانہ ذریعہ تعاون

اندرونی ملک..... 800 روپے

بیرونی پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آفریقیا، ایشیا، اور یورپ (14300 روپے)

انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پی آرڈر

مکتبہ مرکزی امتحن خدام القرآن کے عنوان سے ارسال

کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا ضمنی اگر حضرات کی تمام آراء

سے پورے طور پر تفقیہ ہونا ضروری نہیں

ہماری قربانیاں

ندائے خلافت کا یہ شمارہ جب قارئین کے ہاتھوں میں ہو گا تو عید قربان قریب ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ یہ دن ایک ایسے داقد کی یاددازہ کرنے کے لیے مناسب ہے، جس کے بارے میں بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ انسانی تاریخ میں وقوع پذیر ہونے والے چیزوں کن اور عظیم ترین واقعات کی جب بھی کوئی سرفہرست بنائی جائے گی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ عمل، یہ کارنامہ، یہ محیا عقل قدم کہ اپنے رب کے حکم پر، اُس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے اپنے جواں سال بیٹھ کی گردن پر بھرپور چلا دی، یقیناً سرفہرست ہو گا۔ انسانی تاریخ کا یہ ایسا واقعہ ہے کہ ممتحن خود پکاراٹھا کہ بس بس تم کا میا ب قرار پائے، تم نے اپنا خواب چاکر دکھایا۔ اللہ کے آخری نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام علیہم السلام دریافت کیا کہ کام اللہ کے رسول علیہ السلام اپنے قربانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔" تاہی سال کی عمر میں اولاد نہیں کی گفت سے نوازے جانے والے باپ نے سو سال کی عمر میں اپنے 13 سالہ اکتوبر میں ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹا دیا۔ انسانی فطرت کو سمجھتے ہوئے اور بیٹھ کے باپ کے جذبات کا اندازہ کرتے ہوئے یہ بات آسانی سے کہی جاسکتی ہے کہ کسی بھی باپ کا اپنی جان کو قربان کر دینا، خاص طور پر اس عمر میں، اپنے بیٹے کو قربان کر دینے کی نسبت انتہائی کمزور درجہ کی قربانی ہے۔ حالانکہ ہزاروں سال میں انسان نے یہ جانا اور سمجھ جانا کہ اپنی جان سے بڑھ کر کوئی شے عزیز نہیں ہوتی۔

ہمیں یہاں قربانی کے مسائل اور نضائل بیان کرنا مقصود نہیں وہ تو علماء کرام بیان کرتے رہتے ہیں۔ صرف یہ عرض کر دیتا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر دو اور دو چار کی طرح واضح کر رہا ہے کہ دنیا میں انسان کی عزیز ترین متعال بھی اللہ کے حکم کے مقابلے میں ہرے سے کوئی وقعت، کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ وہ اپنی آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے: "اور ہم نے نہیں پیدا کیا جن و اُس کو مگر اپنی بندگی کے لیے۔" (الذاریات: 56) انسان کا مقصد پیدائش ہی اللہ تعالیٰ کی بے چون وچرا اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ پھر یہ کہ جو کچھ دنیا میں ہمارے پاس ہے، وہ اُسی کا فضل ہے اور اُسی کا اعطاؤ کر دہ ہے۔ گویا ہم اُسی کا دادیا ہوا، اُسی کے حضور پیش کرتے ہیں اور وہ اپنی رحمت کے صدقے اسے ہماری طرف سے قربانی قرار دے دیتا ہے۔ لیکن آج امت مسلمہ کی عظیم اکثریت نے اس قربانی کو کیا بنادیا ہے؟ حالانکہ روزی کے شرعی تقاضوں کو بالائے طاق رکھو، جیسی چاہو حرام خوری کرو، دوسروں کے حقوق پر ڈاکے ڈالنے رہو، رشوت تانی اور بلیک مارکینگ کا بازار گرم رکھو، بے حیائی کا ارتکاب کرو اور پھر جو چاہو کرتے چلے جاؤ، لیکن عید پر لاکھوں روپے کی مالیت کا عظیم الجمیش جانور قربان کر دو اور پھر اُس سارے اجر و ثواب کا خود کو حقدار سمجھو جس کا ذکر احادیث مبارکہ میں کیا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی آخری کتاب

میں صاف صاف فرماتا ہے کہ جانور کا گوشت یا خون اُس تک نہیں پہنچتا بلکہ اصلًا تقویٰ درکار ہے۔ یعنی خلوص اور نیک نیتی سے کیا گیا عمل۔ ہم نے انفرادی اور اجتماعی دونوں سطح پر قربانی کے فلسفے کو سمجھنے اور جاننے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ بچے قربانی کے جانوروں سے دل بہلاتے اور کھلیل کو دکرتے ہیں اور بڑے گوشت کھانے اور کھلانے کے علاوہ قربانی کا کوئی تصور ہی نہیں رکھتے۔ کوئی نفاسی خواہشات کو قربان کرنے کو تیار نہیں، کوئی اپنے حقوق کی قربانی کرنے کو تیار نہیں۔ کسی کو شریعت کے تقاضے پورے کرنے کی فکر نہیں۔ امیر غریب پر مسلط ہے اور اُس پر ظلم و تمذہار ہے اور غریب سرتوز کوشش کر رہا ہے کہ وہ بھی امیر ہو جائے اور پھر جو کچھ ظلم اُس پر ہوتا رہا وہ اُس سے بھی بڑھ کر کرے۔

انفرادی سطح پر یہ کچھ ہو رہا ہے اور معاشرہ چونکہ افراد سے ہی تشکیل پاتا ہے لہذا معاشرے کے لیے الگ طور پر کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ حکمرانوں کا تصور یہ ہے بن چکا ہے کہ حکومت ملنے کا مطلب عیش و عشرت کا حصول اور ملکی وسائل کی لوٹ کھوٹ ہے۔ انہیں نہ عوام کی صحت کی فکر ہے اور نہ تعلیم و تربیت سے مطلب ہے۔ حکومت دن رات کریں بھانے کی فکر میں رہتی ہے اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے سیاست دان حکومت مخالف نہ تحریکیں اٹھانے کے علاوہ کچھ کرنے کو تیار نہیں۔ ریاستی اداروں کی حالت مختلف نہیں۔ ہم اداروں کی کارکردگی پر کئی صفحات سیاہ کر سکتے ہیں لیکن بقول سابق برطانوی وزیر اعظم چرچل، انصاف کی فراہمی ریاستی سلامتی اور تحفظ کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ یعنی وہی ریاست سلامت اور محفوظ رہتی ہے جس میں عدل قائم ہو۔ لہذا ہم صرف اپنے عدالتی نظام کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں گے۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ توہین عدالت کا عصا اڑھا بن کر ہمارے اس مخصوص سے جریدے کو ہڑپ کر سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا عدالتی نظام ہماری اشرافی کی چوکھ پر سر بجود رہتا ہے۔ یہ انصاف غریب کی رسائی سے کوسوں دور ہے۔ ہمارا قانون آنکھیں رکھتا ہے۔ یہ طاقتور کے سامنے کوئی بجالاتا ہے اور کمزور پر کوڑا بن کر برستا ہے۔ ہماری عدالیہ کی تاریخ پر زگاہ ڈالیں۔ یہ عدالتی نظام وردی سے خوفزدہ ہو کر عوامی وزیر اعظم کو پھانسی لگادیتا ہے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ اسے عدالتی قتل بھی تسلیم کر لیا جاتا ہے اور کسی ”طاقوتو“ کے خلاف کسی صورت کچھ کرنے کو تیار نہیں ہوتا، چاہے آئین اور قانون ملیا میث کر دیا جائے۔ ہبھال یہ تو ہم نے قارئین کو تاریخ کی چیز سنوائی ہے اور تاریخ کی چیز و پکار کبھی نہیں رکتی، چاہے مانی لارڈ کتنے ہی



پاکستان و دنیا کے صافی میں

اسباب، وجہات اور حل



مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے 09 جون 2023ء کے خطاب جمعہ کی تفہیص

شدید بارش برسا کر اور زمین کے نیچے سے چشمون کو جاری کر کے ان پر عذاب کو مسلط کیا اور وہ بلاک کر دیے گئے۔ اسی طرح سورہ الغیل ہم سب کو یاد ہے۔ جس میں ابہہ اللہ تعالیٰ کے گھر بیت اللہ شریف کو گرانے کے لیے ہاتھیوں کا شکر لایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندے بھیجے جنہوں نے ان پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں بر سائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **(فَمَعْلُومٌ لَهُمْ عَذَابٌ أَكْبَرٌ)** (الغیل) ”پھر اس نے کردیاں کو کھانے ہوئے بھس کی طرح۔“ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بنتے بھر آندھی چلا کر ایک قوم کو بلاک دی رہا کر دala۔

نیچے سے عذاب

حضرت نوح عليه السلام کی قوم پر اور پر سے بھی پانی رسایا گیا اور زمین کے نیچے سے بھی پانی اعلیٰ پر اتنا تھا اور کشتی میں ایمان والوں کو بچالیا گیا تھا۔ فرعون اور آل فرعون کو غرق کیا گیا۔ ہر دور کا طاقتورست بختی ہے میں طاقتور ہوں ہر دور کا جابر ظالم بختی ہے کہ میری کری مضمبوط ہے اللہ نے فرعون کی لاش کو محفوظ کر دیا۔ ارشاد ہوتا ہے: **(فَإِنَّ يُؤْمِنُ مَنْ تُبَيِّنَ لَهُ مَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِ وَمَنْ لَا يُؤْمِنُ فَأُنَذِّرْهُ مَا نَحْنُ نَعْلَمُ بِهِ)** (آل عمران: 92) ”تو آج ہم تمہارے بدن کو بچا یں میں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے ایک نشانی بنارے ہے۔“

اس نے رب اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تھا، یہ میرے مخلات، یہ میری نہریں، موسیٰ کے پاس کچھ نہیں، میرے پاس طاقت، اقتدار، فوچیں، اختیار سب کچھ ہے۔ آج والے بھی تو اسی گھمنڈ اور زخم میں بٹالا ہیں، جائے غیروں میں ہوں یا اپنوں میں ہوں۔ فرعون کی لاش کو اللہ تعالیٰ نے اسی لیے محفوظ کیا کہ ہر دور کے فرعون اس سے بہت حاصل

سے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک کی طاقت کا

مزرا دوسرے کو چکھائے۔ دیکھو کس سک طرح ہم اپنی آیات کی تصریف کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔“

تصریف آیات کا مطلب ہے مختلف بیرونیوں میں بیان کرنا تاکہ بات واضح ہو۔ پچھلے قوموں کے حالات و واقعات کا بیان عبرت، سبق آموزی اور یادو ہاتھی کے لیے ہے۔ بہر حال یہاں پر عذاب کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

اوپر سے عذاب

پچھلے قوم پر بھی یہ عذاب آیا۔ حضرت اوطیعہ

کی قوم معاشرت کے اعتبار سے گندے طرزِ عمل میں بمقابلہ

ہوئی۔ آج کی ترقی یافتہ قوموں نے اس کو قانون کا درجہ دے دیا اور یو این او کے چاروں پر سائن کروا کر مسلمان

نقطہ نظر کے تحت ہوتے ہیں۔ جبکہ ایک مسلمان کا واطرہ یہ

ہونا چاہیے کہ وہ وحی کی آنکھ سے ان حالات کو دیکھنے اور ان کا تحریر کرنے کی کوشش کرے۔ یعنی قرآن سے بھی معلوم

حضرت اوطیعہ کی قوم کا تذکرہ عبرت کے طور پر کیا۔ اس قوم پر طرح طرح کے عذاب آتے۔ ان کو اندھا کیا گیا، ان کی بستی کو اور پر لے جا کر قتل دیا گیا اور پھر ان پر پتھر برسائے

گئے۔ قرآن کہتا ہے: ”**وَهُنَّا نَذَرٌ مِّنْ نَّارٍ**“ (مُوسَمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ ط) (حود: 83)

”وَهُنَّا نَذَرٌ مِّنْ نَّارٍ“ کی دعوت دیا کرتے تھے تھے تمہارے رب کی طرف سے۔“

یعنی کس پتھر نے کس مجرم کو بلاک کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی

چنانچہ اسی تسلسل میں آج ہم ان شاء اللہ قرآن مجید کے

چند مثماں سے کچھ آیات کا مطالعہ کریں گے۔ پہلا مقام

سورہ الانعام کی آیت نمبر 65 ہے فرمایا:

”کہہ دیجیے کہ وہ قادر ہے اس پر کتم پر بھیج دے کوئی

عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے

خطبہ مسنون اور تلاوت آیات کے بعد!

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مختلف بیرونیوں میں گزشتہ اقوام کا تذکرہ فرمایا اور ان اقوام میں جو بگاڑ پیدا

ہوا جس کے نتیجے میں اللہ کے عذاب ان پر نازل تاکہ بات واضح ہو۔ پچھلے قوموں کے حالات و واقعات کا بیان عبرت، سبق آموزی اور یادو ہاتھی کے لیے ہے۔ قرآن حکیم تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ کتاب بدایت ہے۔ چنانچہ ان واقعات کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ

ہر دور کا قرآن حکیم کو پڑھنے والا عبرت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ مملکت خداداد پاکستان کے موجودہ حالات سے ہر کوئی اچھی طرح واقف ہے اور ہر کوئی تہہرہ بھی کر رہا ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ کافر تہہرے مادہ پرستانہ

ہونا چاہیے کہ وہ وحی کی آنکھ سے ان حالات کو دیکھنے اور ان کا تحریر کرنے کی کوشش کرے۔ یعنی قرآن سے بھی معلوم کرے اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم سے بھی معلوم کرے اور اس کے بعد اپنے اعمال کی اصلاح کی کوشش بھی کرے۔ ہانی تھیم اسلامی ذاکر اسرار احمد و حجی الی

اور رسول اللہ ﷺ کی مبارک احادیث کی روشنی میں غور و مکر اور احسان زیاد بیدار کرنے کی دعوت دیا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ اسی تہہرے بھی کر دیا کرتے تھے۔

یعنی کس پتھر نے کس مجرم کو بلاک کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے تھا۔ یہ اوپر سے عذاب کی ایک مثال ہے۔ اسی طرح حضرت نوح عليه السلام کی قوم شرک میں بٹا تھی۔

اس قوم کے سرداروں نے رسول کی تافرمانی کی، مذاق اڑایا، اور رسول کی دعوت کو رد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اوپر سے

نہ کہہ دیجیے کہ وہ قادر ہے اس پر کتم پر بھیج دے کوئی

عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے

مرقب: ابو ابراہیم

کریں۔ اسی طرح قارون ایک مادہ پرستا نہ سوچ رکھنے والا انسان تھا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ القصص کے آٹھویں روایت میں کہتا ہے کہ اتنے خزانے اس کو ہم نے دیے کہ ان کا ریکارڈ توبڑی بات، خزانوں کی چاپیں اٹھانے کے لیے کئی ادوات درکار تھے۔ قرآن کہتا ہے: «فَخَسْفَنَا بِهِ وَبِدَارَةِ الْأَرْضِ قَفْ» (القصص: 81) ”تو ہم نے اسے اور اس کے محل کو زمین میں دھنسا دیا۔“

یہ وقت مکے عذاب بیان ہوئے۔ البتہ علماء اور مفسرین نے اس کی مزید تشریح کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اس کیوضاحت فرمائی کہ اوپر سے عذاب یہ

تجھے گزار پر ہیز گار لوگ بھی موجود ہوں گے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے اجتماعی فیصلے لوگوں کے اجتماعی کروکتوں کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ باقی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد احادیث کی روشنی میں بیان کرتے تھے کہ ہمارا اجتماعی کروکار منافقانہ ہو چکا ہے۔ بخاری شریف میں منافق کی تین نشانیاں بیان ہوئی ہیں اور مسلم شریف میں چار نشانیاں بیان ہوئی ہیں: جب بات کرنے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، جب امانت رکھوائی جائے خیانت کرے اور بھگجے گا تو گالیاں دے گا۔ آج یہ ہمارا قومی مزاج ہے کہ نہیں؟ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے: آج ہمارے معاشرے میں جو جنتے بڑے عبدے پر ہے وہ اتنا ہی جھوٹا، اتنا ہی خیانت کرنے والا، اتنا ہی وعدہ خلافی کرنے والا اور اتنا ہی

پریس ریلیز 16 جون 2023ء

سیاسی اور معاشی استحکام کے لیے سیاسی فریقین اور ریاستی اداروں کا اتفاق ناگزیر ہے

شجاع الدین شیخ

سیاسی اور معاشی استحکام کے لیے سیاسی فریقین اور ریاستی اداروں کا اتفاق ناگزیر ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ملکی صورت حال یہ ہے کہ پاکستان معاشی لحاظ سے دیوالی ہوا چاہتا ہے اور سیاسی لحاظ سے بدترین انتشار کا شکار ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس معاملے میں دو رائے نہیں ہوتیں کہ ملک کو معاشی بحران سے نجات دلانے کے لیے سیاسی استحکام ناگزیر ہے۔ لیکن سیاسی اختلافات ذاتی و دشمنوں میں تبدل ہو چکے ہیں۔ اس بات کے اعتراض کے باوجود کہ کوئی ایک پارٹی ملک کو اس خوفناک بحران سے نہیں بکال سکتی۔ سیاسی پارٹیوں کی تمام تو اتنا کیاں ایک دوسرے کو کچلنے میں ضائع ہو رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی انتشار کو ختم کرنے کے لیے شفاف اور غیر جانبدار انتخابات کا انعقاد کیا جائے اور جو پارٹی بھی کامیاب ہو، دوسرا بھائیں اور ریاستی ادارے معاشی بحران کو حل کرنے کے لیے اس سے مکمل تعاون کریں گے۔ وہ تھیوں کی لڑائی میں گھاس بڑی طرح پکی جائے گی۔ جبکہ عوام پہلے ہی بدترین مہنگائی کے ہاتھوں فاقہ شیخ پر مجبور ہو رہے ہیں۔ سرمایہ کاری نہ ہونے سے کارخانے بند ہو رہے ہیں، جس کا تجھی یہ نتھے گا کہ بے روزگاری کا اڑاکھا سب کچھ ہڑپ کر جائے گا۔ فریقین ملکی سلامتی کو اپنی اتنا کی بھیت نہ چڑھا سکیں اور ملیخہ کراس مسئلہ کا حل نکالیں۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی سیاسی جماعتوں کے لیے ہمارا پیغام یہ ہے کہ وہ طرف سے یکسو ہو کر پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے صدھڑی باری لگادیں تاکہ پاکستان مضمبوطاً و مُحکم ہو اور ایک اسلامی فلاحی ریاست بن جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اس کیوضاحت فرمائی کہ اوپر سے عذاب یہ ہے کہ حکمرانوں کے ساتھ ہاتھ ہوتا ہے تو وہ بھی عوام کو برا بھلا کتے ہیں۔ یہ اوپر سے اوپر سے عذاب کی قسم ہیں۔ چنانچہ اس کیوضاحت حضور ﷺ کی احادیث سے ملتی ہیں۔ آپ سعیتی تبلیغ میں فرمایا:

”جیسے تمہارے اعمال ہوں گے دیے تم پر حکمران، ذمہ دار اور مسلط کیے جائیں گے۔“ (شعب الایمان) ایک عربی کا مقولہ معروف ہے، اس کو ہم حدیث کے طور پر بیان کرتے ہیں:

(اعمال کلم عالم) ”تمہارے اعمال تمہارے عمال ہیں۔“ تمہارے اعمال اچھے ہوئے تو تمہارے اوپر والے بھی اچھے ہوں گے، تمہارے اعمال بڑے ہوئے تو تمہارے اوپر والے بھی بہترین حکمران وہ ہیں جن کے لیے تم دعا کیں کرو کہ اللہ ان کی زندگی میں برکت دے اور انہیں مزید قوت دے۔ آپ ذرا دل سے پوچھیں۔ آج ہم یہ دعا کرنے کی پوزیشن میں ہیں؟ آج جو لوگ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں یا جو حکمران ہیں ہیں سب نے اس قوم کے ساتھ جو کیا ہے سب کے سامنے ہے۔ اسی طرح اللہ کے پیغمبر ﷺ کی فرماتے ہیں: تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں کہ جن کے لیے تم بدعا کیں کرو کہ اللہ ان سے میں نجات دلوادے۔ البتہ جیسا کہ اغاز میں ذکر ہوا کہ ہم حالات پر تبیرہ ضرور کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریک نہیں کرتے۔ اس نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ ہمارے اعمال کیے

میں کی کرتے ہیں تو ان کو قحط سالی، روزگار کی نیکی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے سے مزادی جاتی ہے۔ آج یہ سب عذاب ہم پر مسلط ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لین دین میں ڈنڈی مارتے ہیں۔ ریڑھی والے سے لے کر پڑوں پہپ کے مالک تک سب ڈنڈی مارتے ہیں۔ الاما شاء اللہ۔ اوپر کی سڑ پر جو کرپش ہو رہی ہے اس کا تو کوئی حساب نہیں ہے۔ تیسری بات: جب وہ زکوٰۃ دینا بند کرتے ہیں تو ان سے کی بارش روک لی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوں تو انہیں بھی بارش نہ ملے۔ ہمارے ہاں بڑے بڑے سرمایہ دار، سیاستدان، سوسائٹیوں کے مالک کیا سب زکوٰۃ دیتے ہیں؟ مجہ یہ ہے کہ وقت پر بارش نہیں ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو تباہی لاتی ہے۔ یہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ پوچھی بات: جب وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عبید تورتے ہیں تو ان پر دوسری قوموں میں سے دشمن مسلط کر دیے جاتے ہیں۔ کبھی انگریز یہ کہ رہم پر بادشاہت کر رہا تھا، اب انگریز کے پھوپھیہ کہ رہم کر رہے ہیں، اور سے IMF نے پوری قوم کی کمر توڑ دی ہے۔ یہ سب عذاب اس وجہ سے ہیں کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عبید تورتے ہیں کہا تو احمد توڑا۔ ہم نے ملک لیا اللہ سے اس وعدے پر کہ اسلام یہاں نافذ کر دیں گے، ہم نے آئین میں لکھا کہ حاکمیت ملی اللہ تعالیٰ کی ہوگی لیکن حکم سارے کے سارے امریکہ اور IMF کے مان رہے ہیں۔ بجلی، گیس، پیڑوں کے ریت بھی خود نہیں کر سکتے، ہمارے یہ ورنی آقا ہمیں حکم دیتے ہیں۔ یہ سب ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ پاچھوں بات: جب ان کے امام یعنی حکمران اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس کی لڑائی ڈال دیتا ہے۔

یہ اللہ کے فتوے ہیں۔ آج ہم آپس کی لڑائیاں دیکھ رہے ہیں۔ ظلم و جور بھی دیکھ رہے ہیں، یہ سب ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ حل صرف ایک ہے کہ ہم سوب تو پر کریں، ہمارے حکمران، سیاستدان، وروی والے، ججر، علماء، عوام سب سچی تو پر کریں اور اپنے معاملات درست کر لیں۔ لیکن اصل تو پر اجتماعی تو پر ہوگی۔ ہم نے جس وعدہ پر ملک لیا اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ جب تک یہ وعدہ پورا نہیں کریں گے اُن لئک جا گئیں مسئلے حل نہیں ہو سکتے۔

وہ ایک سجدہ ہے تو گراس سمجھتا ہے ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات اللہ تعالیٰ ہمیں سچی کی انفرادی اور اجتماعی تو پر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بہت طویل نماز ادا فرمائی۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ تعالیٰ نے! آخر میں ہی ہوگا البیت ہمارے بعض اعمال کا مزہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی چکھا دیتا ہے تاکہ ہم نصیحت حاصل کریں اور رجوع کر لیں۔ حکمت یہ ہے کہ لوگوں کے دل نرم ہوں، غلطی کا احساس پیدا ہو جائے اور وہ تو پر کر لیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یورپ اور امریکہ والوں کو کیوں نہیں پکڑتا جو نافرمانیوں میں ڈوب چکے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل ایمان کے لیے اللہ کا قانون پکھا اور ہے اور کفار کے لیے قانون پکھا اور ہے۔ بن جاؤ پورے کافر اور لے لو دنیا لیکن آخرت میں کافروں کے لیے کچھ بھی بھانٹیں ہو گا۔ وہ دنیا میں عیش کر لیں، آخرت صرف متین کے لیے ہے۔ بہر حال یہ عذاب کی دو صورتیں ہیں ہو گیں۔ دنیا صرف فریکل کا زرز کو بھتی میں ذاتیں گے اور آج یہ سب زکریا کے امت کے لوگ آپس میں لڑیں گے، ایک دوسرے کو قتل کریں گے، قید شہر نے آٹھائیں۔ شارچ کرنا، جسموں میں سوراخ کرنا، کھالیں اور ہیڑنا، یہ سب اس ملک میں ہوا اور اب یہی کچھ سیاست کے نام پر ہو رہا ہے۔ جس کے باخث میں طاقت ہے وہ دوسرے کو مناد یا چاہتا ہے۔ ظلم و زیادتی، یا اخناہ، غائب کرنا، تارچ چکرنا، بیک مینگ، یہ سب کرتے ہوئے ہم بھول جاتے ہیں کہ اللہ کو بھی جواب دینا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: «وَلَتُنْظُرَ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِيَعِدِ» (الحشر: 18) اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے؟

اسنے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے؟

اللہ نے فرعون کو بھی موقع یا تھا نہ کرو کوئی، ابو جہل کو بھی لیکن عبید اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہوا کہ فرمایا: اسے مہاجر ہو گئے تو ان کا ایسا مخالف دشمن مسلط نہ کرے جو ان کو بالکل ختم کر دے۔ تب میرے رب نے فرمایا کہ: میں کوئی تقدیر برنا دیتا ہوں کہ وہ پانچ بڑی باقیتیں تو اپنے ایسا مسئلہ نہیں ہو گا جو پوری امت کو کو ہلاک کر دے۔ لیکن یہ آپس میں لڑیں گے اور بعض بعض کو قیدی بنایاں گے۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت جامع ترمذی میں اسی تسلیل میں یہاں پھیل رہی ہیں۔ دوسری طرف کیسی کیسی زنا کے راستے کھل رہے ہیں۔ نکاح کا انکار ہو رہا ہے اور کو تو قانونی تحفظ دیا جا رہا ہے۔ نکاح کا انکار ہو رہا ہے اور حضرت خباب بن الارت رض سے بیان ہوتی ہے کہ

رجب طیب اردوغان نے پھر ان گھست ٹلی کے ساتھ تحریکیں اسلامی تحریر کے خلاف کی پسندیدائی کی اور ایک کوئی رازیں نہ کیں بلکہ اگرچہ اسلامی اتحاد حلف

موجودہ علمی حالات اور خطے کی صورتحال میں ترکیہ کا انتہائی اہم روپ ہمیں نظر آتا ہے۔ اس لیے مشکم تر کی
امت مسلمہ کے لیے ناگزیر ہے: رضاۓ الحق

رجب بیبی ارگان کا ایک دریشن ٹیکس کے لئے انہیں نوجوانوں کی امداد کا ختم ادا کر کر طرف صریق



اردکان کی فتح اور ترکیہ کا مستقبل کے موضوع پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ“ میں معروف دانشوروں اور تجربی نگاروں کا انہصار خیال

ترکیہ امت مسلمہ کے لیے ناگزیر ہے۔

سوال: طیب اردوگان کا مسلسل تیسری مرتبہ صدارتی انتخابات جیت کر اقتدار میں آتا ترکیہ اور عالم اسلام کے لیے کتنی اہمیت کا حامل ہے؟

ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف: رجب طیب اردگان کے وزیر نے عالمی میڈیا سے لفتگو کرتے ہوئے کہا کہ طیب اردگان کے بیس سالہ دور اقتدار میں ترکیہ، بہت حد تک بدل گیا ہے اور بہت کچھ بہتر ہوا ہے۔ اس کے پیچے طیب اردگان کی بہتر معاشری پالیسیاں ہیں۔ ایک دور وہ تھا کہ ترکیہ کی کرنی کی ولیمبو بالکل ختم ہو چکی تھی۔ طیب اردگان نے اس کو دوبارہ استحکام دیا۔ اسی طرح ایک خاتون نے کہا کہ وہ حجاب پہننے ہے اور پہننا چاہتی ہے اور اس کی وجہ

طیب اردوگان ہے کہ اس نے اسلام کے قریب کیا۔ البتہ طیب اردوگان کے خالقین میں زیادہ تر اہم پسند ہیں جن میں سے کچھ نے کہا کہ اگر تم کامیاب نہ ہوئے تو تم تک یہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ بہر حال طیب اردوگان کی پالیسیوں کا ایک اثر ہے جو نظر آتا ہے۔ اس میں باقی عالم اسلام کے حکمرانوں کے لیے بھی سبق ہے۔ ترکیہ میں جب حالیہ زلزلہ آیا تو طیب اردوگان نے اپنی جانب دادروخت کر کے ساری رقم زلزلہ زدگان کے لیے وقف کر دی۔ تاہم ایسا لگتا ہے کہ مغرب اور امریکہ طیب اردوگان کے خلاف ہیں۔ وہ بالکل نہیں چاہتے تھے کہ طیب اردوگان دوبارہ ترکیہ کے صدر منتخب ہوں۔ لیکن طیب اردوگان نے اپنی ایکشن میں بہت بڑے بڑے جلسے کیے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مقبولیت ابھی بھی موجود ہے۔ ان کی جیت پر عالم اسلام میں جشن منانے لگئے۔ امیر قطر شیخ تمیم، افغانستان کے ملٹی محمد حسن خوند اور آذربایجان، ہنگری اور لیبیا کے حکام نے ان کی جیت پر خوشی کا اظہار کیا۔ سب سے بڑا جشن فلسطین میں منایا گیا۔ حالانکہ اسرائیل

ہم نے دیکھا کہ 2019ء کے میر کے انتخابات میں

انتخابات جیت کر اقتدار میں آنا ترکیہ اور عالم اسلام کے لیے لگنے والے اہمیت کا حامل ہے؟

Rasheed ul Haq: رجب طیب اردوگان 1994ء میں استنبول کے میں منتخب ہوئے تھے۔ اس کے بعد 2003ء سے 2014ء تک وزیر اعظم کے عہدے پر فائز رہے۔ 2014ء میں پہلی بار ترکیہ کے صدر منتخب ہوئے، 2018ء میں دوسرا مرتبہ اور اب 2023ء میں ران آف ایکشن کے بعد 52 فیصد دوڑتے لے کر تیسرا مرتبہ ترکیہ کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔

طیب اردوگان کو اپنے دور صدارت میں بہت سارے چیلنج برکا سامنا رہا۔ جیسا کہ 2015ء میں ان کے خلاف بغاوتی کوشش کی گئی۔ اس بغاوت میں اسٹیلیشنٹ کا ایک حصہ ملوث تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے پیچھے فتح اللہ گول کا پاتھ تھا جس کو عوام نے تاکام بنا دیا۔ اسی طرح ترکی کو معاشری چیلنج برکا بھی سامنا تھا۔ دو تین سال پہلے ترکی کی کرنٹی ڈارکے مقابلے میں اتنی گرگئی کہ قطر کو تقریباً 15 میلین ڈالرز کا بیل آؤٹ پیچ دینا پڑا۔ اس کے علاوہ ترکیہ پر امریکی پابندیاں بھی ایک بڑا چیلنج تھیں جس سے ترکیہ کی اسٹیل کی ایکسپورٹ متناہی ہوئی۔ لیکن دنیا نے دیکھا کہ طیب اردوگان نے بہتر پالیسیوں کی بدولت ترکیہ کو اس مشکل صورتحال سے نکالا۔ خاص طور پر ایسی صورتحال میں عالمی سرمایہ دارانہ نظام کا اصول ہے کہ شرح سود بڑھائی جاتی ہے لیکن طیب اردوگان نے اسے بڑھانے کی بجائے مزید کم کر دیا۔ اس سے ترکیہ کو خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ البتہ ایک نظری بات ہے کہ اگر کوئی طویل عرصہ تک حکمران رہتا ہے تو اس کی مقبویت میں تھوڑی کم ضرور آتی ہے جیسا کہ

مرقب: محمد رفیق چودھری

کے ساتھ ترکیہ کے سفارتی اور تجارتی تعلقات میں لیکن اس کے باوجود اردوگان نے بیش فلسطینیوں کے لیے آواز اٹھائی ہے، اسی طرح انہوں نے کشمیر کے حق میں بھی بیش آواز اٹھائی ہے۔

یوں این امور میں ان کی جتنی بھی تقدیر ہے اور کیا ترکیہ کا ذکر ان میں انہوں نے قلبین اور کشمیر کا ذکر ضرور کیا ہے۔ بہرحال عالم اسلام کو

بھی مختلف راست اختیار کرنا ہوگا۔ لہذا طیب اردوگان نے خدمت کا راستہ اختیار کیا۔ وہ 1994ء میں استبول کے میز

ترکیہ کے آئین میں ہے کہ فوج سیکولر ازم کو تحفظ دے گی لیکن اس کے باوجود طیب اردوگان نے اسلام کے لیے راستہ نکالا ہے۔ لہذا آئین ہے کہ آگے چل کر ترکیہ ایک ماڈرن اسلامی ریاست بھی بن جائے۔ ان شاء اللہ

آدمی کی حیثیت سے بھی کہوں گا کہ بالکل اسرائیل کے ساتھ ترکیہ کے کسی قسم کے تعلقات نہیں ہونے چاہئیں۔ لیکن دوسری طرف آپ اگر حکمت عملی دیکھیں تو اسی وجہ سے ترکیہ فلسطینیوں کی مدد بھی کر سکتا ہے۔

میں فلسطینیوں کی مدد کرنا چاہتا ہوں لیکن پاکستانی پاپورٹ پر میں اسرائیل نہیں جا سکتا کیونکہ پاکستان نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا۔ جب غربہ میں محصور فلسطینیوں کے لیے پوری دنیا سے امداد اکٹھی کی گئی مگر وہاں تک کوئی پہنچ نہیں پا رہا تھا تو پھر ترکیہ کا چیز وہاں پہنچا۔ دوسری بات اگر ہم نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا تو ہم فلسطینیوں کے لیے کیا کر رہے ہیں یادوں

عرب ممالک کیا کر رہے ہیں۔ جنہوں بھوپی کیا کہ ہم ابراہیم اکارڈ کی روشنی میں فلسطینیوں کے حالات بہتر بنانے کے لیے اسرائیل کو تسلیم کرنے جا رہے ہیں۔ انہوں نے

فلسطینیوں کے لیے کوئی قدم اٹھایا؟ دوسری طرف ترکیہ نے ہر فرم پر اسرائیل مظالم کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔

جب جو ضرورت پڑی انہوں نے اسرائیلی مصنوعات کا بایکاٹ کیا۔ کئی مرتبہ ترکیہ نے میں الاقوامی فورمز پر اسرائیل کا

بایکاٹ کیا اور اسرائیل کو اس کی وجہ سے کافی خفت اٹھانی پڑی۔ جبکہ ہمارے بائیکاٹ کام پل رہا ہے کہ بیظاہر ہم میں سے اکثر ممالک نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا مگر ڈپلو میسی کے ذریعے اسرائیل کو تمام تحریمات دیے جا رہے ہیں۔ اگر نتائج کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ترکیہ ان ممالک سے بہتر ہے۔

سوال: مذل ایسٹ میں ایران اور سعودی عرب کی سروجنگ کے خاتمے اور سفارتی تعلقات کی بحالی کے بعد کیا آپ کو مستقبل قریب میں ایران، سعودی عرب، پاکستان، افغانستان اور ترکیہ پر مشتمل پانچ ممالک کا اسلامک بلاک بنانا ہو انظر آتا ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی : یہ معاملہ کافی عرصے سے زیر غور ہے۔ اگر یہ بلاک بن جائے تو ایک بہت بڑی تبدیلی خطے میں رونما ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مانشیا کو بھی شامل کرنا چاہیے کیونکہ اس کی بھی ایک سڑی بھی پوزیشن ہے۔ جیسے سعودی عرب تیل کی دولت سے مالا مال ہے، ترکیہ مسلم آمہ کو لید کر سکتا ہے، پاکستان کے پاس ایسٹی قوت اور پیش و فوج ہے، افغانیوں سے زیادہ گوریلا جنگ کا مہر کوئی نہیں ہے۔ ان کے خون میں دشمن کے خلاف کھڑے ہونا شامل ہے۔ اگر مانشیا کو بھی ایڈ کر لیں تو مانشیا کا نوک ویژن میں آگے ہے۔

بھی مختلف راست اختیار کرنا ہوگا۔ لہذا طیب اردوگان نے خدمت کا راستہ اختیار کیا۔ وہ 1994ء میں استبول کے میز

ن منتخب ہوئے اور خدمت کا سالسلہ شروع کیا۔ فتح اللہ گولن نے تبدیلی بذریعہ تعلیم کا راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے سکول اور کالج بنانے کے پھر فتح اللہ گولن امریکہ چلے گئے اور طیب اردوگان وزیر اعظم بن گئے۔ پھر اب وہ تیری مرتبہ صدر منتخب ہوئے ہیں۔ ایک بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ

سعید نوری نے احیائی تحریک کا آغاز 1898ء میں کیا تھا۔ آج سوا صدی گزر چکی ہے۔ پھر طیب اردوگان کئے عرصہ سے حکومت میں ہیں لیکن انہوں نے عجلت پسندی سے کام نہیں لیا کیونکہ عجلت پسندی احیائی تحریک کے لیے لفڑان دہ ہو سکتی ہے۔ اس میں ہمارے لیے بھی سبق ہے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کیا ترکیہ دور حاضر کی ماڈل اسلامی ریاست بن سکتا ہے تو بالکل بن سکتا ہے۔ طیب اردوگان جس

طرح کام کر رہے ہیں ان پر تقدیم بھی بہت کی جاتی ہے۔ اسرائیل سے تعلقات پر تقدیم ہے، نیٹو کے اتحادی ہونے پر تقدیم ہے لیکن انہوں نے اسی دوران راستہ نکالا ہے۔ آپ

کو یادوں گا کہ جنم الدین اربکان کی مخالفت اس وجہ سے کی گئی تھی کہ ان کی اہلیت سے کارف پہن لیا تھا۔ طیب اردوگان میں انہوں نے قرآن کی بات کی مخالفت شے، رسالہ نور کے نام سے بارہ کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی تحریک کا مقدمہ خلافت کا احیاء تھا۔ سعید نوری نے کمال اتنا

ترک کے زمانہ میں اسکی میں کھڑے ہو کر خطاب کیا جس میں انہوں نے قرآن کی بات کی اور خلافت کے احیاء کی بات کی جس کے بعد ان پر پابندی لگادی گئی۔ پھر ان کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں نے اس تحریک کو آگے

کامیاب ہیں کیونکہ آج پیاس فیض سے زائد لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ حالانکہ ترکیہ کے آئین میں ہے کہ فوج سیکولر ازم کو تحفظ دے گی لیکن اس کے باوجود طیب اردوگان نے راستہ نکالا ہے۔ لہذا آگے چل کر ترکیہ ایک ماڈرن اسلامی ریاست بھی بن سکتا ہے۔ ان شاء اللہ!

سوال: ترکیہ نیک کام رکن بھی ہے اور اسرائیل کے ساتھ سفارتی اور تجارتی تعلقات بھی قائم کیے ہوئے ہیں لیکن دوسری طرف طیب اردوگان امنیتی مشغل فورمز پر امریکہ اور اسرائیل کے مسلمانوں پر مظالم کے خلاف آواز بھی اٹھاتے رہتے ہیں۔ کیا یہ لحاظ اضافی ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی : یہ سوال شاید ہر دوسرے پاکستانی کے ذہن میں ہوگا۔ میں بھی ایک عام

کے ساتھ ترکیہ کے سفارتی اور تجارتی تعلقات میں لیکن اس کے باوجود اردوگان نے بیش فلسطینیوں کے لیے آواز اٹھائی ہے، اسی طرح انہوں نے کشمیر کے حق میں بھی بیش آواز اٹھائی ہے۔

یوں این امور میں ان کی جتنی بھی تقدیر ہے اور کیا ترکیہ دور حاضر کی ماڈلن اسلامک میثت بن سکتی ہے؟

ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف : اسلام کی احیائی تحریک سے ان کا تعلق بالکل جڑتا ہے۔ اگر ہم ماضی میں تھوڑا اچھے جائیں تو ترکیہ میں سعید نوری کی تحریک بڑی مقبول تھی۔ سعید نوری نے توحید کی بنیاد پر تحریک کا آغاز اس وقت کیا جب تک پر یورپی ایجادت بہت زیادہ تھے،

اور بہت زیادہ خلافت بھی تھی۔ سیکولر تحریک میں بھی اپنے زوروں پر تھیں۔ اس دوران میں مجیدی تعلیمات کو پھیلاتا آسان نہیں تھا، وہ گرفتار بھی ہوئے لیکن انہوں نے اپنا کام نہیں چھوڑا۔ وہ جیلوں میں بیچ کر لکھتے تھے، رسالہ

نور کے نام سے بارہ کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی تحریک کا مقدمہ خلافت کا احیاء تھا۔ سعید نوری نے کمال اتنا

کے بعد جنم الدین اربکان کا دور ہے۔ جنم الدین اربکان نے سعید نوری کی تحریک سے متاثر ہو کر پسے نیشل والیں پارٹی بنا لی جس پر پابندی لگادی گئی۔ پھر ان کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں نے اس تحریک کو آگے

بڑھایا۔ عہدان مندرجہ میں کا تعلق بھی سعید نوری کی تحریک سے تھا۔ ان کو بیقاوت کے جرم میں پچانی دے دی گئی۔ اس کے بعد جنم الدین اربکان کا دور ہے۔ جنم الدین اربکان نے سعید نوری کی تحریک سے متاثر ہو کر پسے نیشل والیں کوئی مذہبی پارٹی نہیں بن سکتی تھی۔ پھر انہوں نے نیشل والیں پارٹی بنا لی اس پر بھی پابندی لگا دی گئی پھر انہوں نے رقاہ پارٹی بنا لی اور حکومت میں شامل ہوئے۔

1995ء میں وہ وزیر اعظم نے لیکن ایک سال بعد ہی ان کو بہادری کیا۔ جنم الدین اربکان کے دو شاگرد ہوئے۔ ایک فتح اللہ گولن اور دوسرے رجب طیب اردوگان۔ ان دونوں نے محسوس کیا کہ اگر احیائی تحریک کو بھیں آگے بڑھانا ہے تو

نہایت خلافت لاہور ۲۰ جون ۱۴۴۴ھ/ ۲۶ جون ۲۰۲۳ء

سوال پورے ہونے کے بعد معاہدہ اوقیٰ ختم ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو گا تو اس کے بعد ترکیہ میں احیائے غلط کے امکانات روشن ہو جائیں گے یا نہیں؟

ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف: یہ معاہدہ 24 جولائی 1923ء کو سوئزیلینڈ کے شہر لوزان میں ہوا تھا۔ اس لیے

اس کو معاہدہ لوزان کہا جاتا ہے۔ اس معاہدہ میں تو طے تھا کہ یہ سوال کے لیے بے لذت ان ایسی کوئی شرط نہیں تھی کہ سوال بعد ختم ہو جائے گا۔ اس معاہدہ کے تحت ابتدائی ہر مزدور ترکیہ کا کنٹرول ختم ہوا۔ اس کے بعد مذکور ترکیہ کا

بڑھنا وغیرہ شامل تھا۔ اس کا انہوں نے حل بھی تجویز کیا کہ ترکیہ کو یورپی یونین اور نیو کی طرف لا جائے۔ لیکن ترکیہ دس سال تک جس طرح پر زور انداز میں یورپی یونین کا ممبر بننے کا خواہش مند تھا اب نہیں ہے اور نیو میں بھی اس کی دلچسپی نہیں رہی۔ بیہاں تک کہ حالیہ دونوں میں روں کے

پڑھیں چھڑ دیا ہے۔ ایران اگر پڑھیں ممالک میں مداخلت اور اپنی وسعت کا نظر یہ چھوڑ دے تو وہ امت مسلم کے کام آسکتا ہے۔ اگر یہ بلاک بن جائے تو مسلم ام德 کے پاس یہ سب صلاحیتیں آ جائیں گی۔ پھر ہمیں نہ تو ولڈ میک کی ضرورت پڑے گی، نہ یا این اولی اور نہ ہی آئی ایم ایف کی۔ دشمن کو اسی بات کا خطرہ ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس سے پہلے کوالاپور کا نفرنس میں پچھے چڑھوں کو عملی بھل دینا مقصود تھی جیسا کہ مسلم امہ کا ایک چیل ہو، ایک

کوالاپور کا نفرنس میں منصوبے کو عمل بھل دی جانی تھی کہ مسلم امہ کا ایک چیل ہو، ایک کرنی ہو، مسلم ممالک کو وزیرہ فرمی کیا جائے تاکہ کاروباری، تجارتی سفارتی تعلقات بڑھیں۔ اگر یہ معاملہ پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا تو پھر اقوام متحده، ولڈ میک، آئی ایم ایف، FATF سب زمین پر جو تحریکیں ہیں جو مذاہدے اور حربے کے متعلق ہیں اسی میں اس میں

خلاف نیوں کا جو مذاہدہ ہے اور حال ہی میں اس میں فن لینڈ کو بھی شامل کیا گیا ہے اور سویڈن بھی شامل ہونا چاہتا تھا مگر ترکیہ نے اس کے خلاف ووٹ دیا کیونکہ سویڈن نے قرآن پاک کی بہترین تحریکی تھی۔ اب نیو ترکیہ کی مفہومی کتاب رہے۔ بہر حال رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ میں دوسرے تحریکیہ میں بھی تحریکیہ کی تحریکیہ میں سیکولر اسلام کو مضمون کیا جائے تاکہ وہ سیکولر اسلام کو بہر حال میں بالادست کر سکے اور سیکولر آئین کی ایسی تشریع کر سکے کہ مذہبی جماعتیں کے لیے ترکیہ میں کوئی جگہ نہ رہے۔ موجودہ میں الاقوامی حالات میں جگہ روں اور یورپرائی کی جگہ شروع ہے اس میں ترکیہ ایک مرتبہ پھر عالمی توجہ کا مرکز ہیں گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام سمندری راستے جو روں کو گرم پانیوں تک پہنچاتے ہیں یا یا گیس پاپک لائن جیسا سے یورپ تک پہنچتی ہیں یا یورپ کا تجارتی سامان جس سمندری راستے سے گرتا ہے وہاں سمندری راستے ترکیہ کے پاس ہیں۔ اس لیے امریکہ اور یورپ کی کوشش ہے کہ ترکیہ کو روں سے دور کر کے مکمل طور پر اپنے گروپ میں شامل کر لے۔ لیکن ترکیہ نے بڑا سوچ کھکھ کر دور ادا کیا ہے۔ نتوں اس نے سو فیصد امریکہ کا ساتھ دیا ہے اور نہ ہی سو فیصد روں کا ساتھ دیا ہے بلکہ وہ ایشونو ایشوم عوامات کو دیکھ کر آگے پل رہا ہے۔ طیب اردوگان نے فریقین کے درمیان مذاکرات کے کئی دور شروع کر دیے۔ طیب اردوگان اپنے مکمل مقاد کو منظر رکھ کر چل رہے ہیں۔ خدا شے کا امریکہ اس طیب اردوگان کے لیے مسائل کھڑے کرے۔

سوال: امریکہ اور روں کی مژد جنگ اور روں اور یورپ کی میگر جنگ جو ایک عرصہ سے جاری ہے اس میں ترکیہ کیا روں اور کر سکتا ہے؟

رضاء الحق: ترکیہ کے حوالے سے رینڈ کارپوریشن کی

The rise of Political Islam in Turkey. ایک بڑی دلچسپ رپورٹ 2007ء میں میں بڑھنا شروع ہوا ہے اس میں ہمیں ایسا یہ سوچ کر ایشیم نظر آتے ہیں۔ اس رپورٹ میں باقاعدہ لکھا ہوا ہے کہ ترکیہ اب درجہ بدرجہ احیائے اسلام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کے لیے انہوں نے creeping islamization کی اصطلاح استعمال کی اور کہا کہ یہ مغرب کے لیے بڑا خطرہ ہے۔ جو ملیں انہوں نے دیں اس میں جا بکا آجائنا، سکلوز، کا لجز میں اسلام کو متعارف کروانا، مذہبی رحمان

اوے لوگوں کا سیاست میں آ جانا اور سیکولر اعلیٰ اور فوج کا پریشانیں آتے جانا، ترکیہ کا جھکاؤ مسلم ممالک کی طرف

کی بنیاد پر وہ اپنی بات منو سکے۔

ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف: جس طرح سے طیب اردوگان نے ترکیہ کو بھراں سے نکالنے میں ایک مرد آہن کا کروار ادا کیا ہے، خاص طور پر عماشی لحاظ سے چین ان کو سپورٹ کر رہا ہے۔

ترکیہ کا جو پاکستان سے گھر الگ ہے وہ دور خلافت عثمانیہ سے ہے۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے خلافت عثمانیہ کو مچانے کے لیے تحریک چلانی تھی

بننے جا رہے ہیں کہ افغانستان، ایران، پاکستان، سعودی عرب وغیرہ یہ سب چاہتے ہیں کہ ان کا محض امر یکہ پر کم سے کم ہو جائے اور چین اس حوالے سے ان کو لید کر رہا ہے۔ خاص طور پر عماشی لحاظ سے چین ان کو سپورٹ کر رہا ہے جبکہ روس کی ملٹری مقام و مرتبہ ہے۔ وہ اپنے اس مقام فضیلت کی لاج رکھتے ہوئے ملک میں نفاذ اسلام کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ پاک افواج کا ایک زمانے میں یہ یا مٹونیا یا گیا تھا ”ایمان، تقوی، جہاد فی سبیل اللہ“، اس الہامی مانو کو پاک افواج کو خرخ سے اختیار کرنا چاہیے۔ ان شاء اللہ دنیا و آخرت دونوں میں سرخو ہوں گے۔ ملک میں دین اسلام کی بالادستی پاک افواج کا اعلیٰ تین مشن ہے، اسی لیے اس ملک کی حفاظت پر مامور ہونا جو اسلام کے نام پر بنا ہے بہت بڑا اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا شعور عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!



دعائی مغفرت اللہ تعالیٰ لیل الحعن

☆ مکتبہ خدام القرآن لاہور کے کارکن محمد اسماعیل کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقة ملاکنہ، در کے ناظم بیت المال محمد خان کی پھوپھی وفات پا گئیں۔

برائے تقریب: 0313-9746611

☆ حلقة بہاول گرگ، باروں آباد شرقی کے ناظم مالیات عدنان یوسف کےداد وفات پا گئے۔

برائے تقریب: 0300-7599478

☆ حلقة اسلام آباد کی مقامی تنظیم کے امیر محترم محمد سعید کی ساس وفات پا گئیں۔

برائے تقریب: 0333-5524550

اللہ تعالیٰ مرحوین کی مغفرت فرمائے اور پس مانگان کو صبر جیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعاۓ مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِلْهُمْ وَ ازْكُنْهُمْ وَ اذْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَ حَسَابَتِكَ يَسِيرًا

امہمی مفید ہو گا کیونکہ ایک تو اس کی آئی ایم ایف وغیرہ سے جان چھوٹ جائے گی اور اس کو بھی ترقی کرنے کا موقع ملے گا۔ دنیا کے معاملات اس نجی پرستی کے لیے کیا ملکن نہیں ہے کہ کوئی ایک ملک پوری دنیا کو خوب کرنے نکل جائے۔ اب بلاک بن رہے ہیں اور بلاک کا ہمی تصادم آئندہ کسی نہ کسی صورت میں نظر آ رہا ہے۔ اس حوالے سے پاکستان کو اپنی آنکھیں کھلی رکھنی چاہیں۔ نہیں کہ امریکہ کے ساتھ کوئی جنگ مول لے لیکن امریکہ سے دور ہٹ کے اپنے مفادات کا تحفظ کرے۔ اس کے لیے اس بلاک میں جانا مستقبل کی ضرورت ہوگی۔

ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف: یہ بات ذہن میں رہے کہ ترکیہ کا پاکستان کے ساتھ جو تعلق ہے وہ گمراہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے خلافت عثمانیہ کے حق میں تحریک چلانی تھی۔ اس وجہ سے ترکیہ کے لوگ پاکستان کے مسلمانوں سے لگا رکھتے ہیں اور انہیں ترجیح دیتے ہیں۔ ابھی بھارت نے سری نگر میں 20-G منعقد کیا۔ چین نے بھی اس کا بایکاٹ کیا۔ ترکیہ OIC کا وہ واحد ممبر تھا جس نے اس کا نفرس میں جانے سے منع کیا جس کی وجہ سے باقی بعض مسلم ممالک بھی وہاں جانے سے روک گئے۔ اس لحاظ سے ترکیہ کی بہت زیادہ سپورٹ ہے پاکستان کو۔ اس لیے پاکستان کے مکمل یہیں لیکن اس سے پہلے پاکستان کے اندر بھی استحکام لانا ہوگا، جو خلفاً ہے اس کو ختم کرنے کے لیے دستور کو تحفظ دینا ہوگا اور ساتھ ساتھ تحریک کے ساتھ جو ہمارا رشتہ ہے اس کو بھی مضبوط سے مضبوط بناتا ہوگا۔

قارئین پر گرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی دلیل یو ٹیکسٹ اسلامی کی دیب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

سوال: طیب اردوگان کی حلف برداری کی تقریب میں پوری دنیا کے اہم ترین لوگ شریک ہوئے، وزیر اعظم پاکستان بھی خصوصی طور پر گئے اور ماہ جون کا ملسلم کرنی کی آپ نے میڈیا کے ذریعے سنایا ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کا اس تقریب میں جانا تھی اہمیت کا حال ہے؟

ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف: وزیر اعظم پاکستان کا وہاں جانا بہت ضروری تھا کیونکہ ایک تو ترکیہ، روس، چین، ایران کا جو بلاک بن رہا ہے اس میں پاکستان کی اہم پارٹی بن سکتا ہے۔ اس بلاک میں BRI مخصوصہ کی بہت زیادہ اہمیت ہے جس کا بہت گرا تعلق پاکستان کے strategic حالات سے ہے، پھر اس مخصوصے میں گواہ پورت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ پونکہ اس خط میں امریکہ کا فرنٹ میں بھارت ہے اس لیے وہ چاہیے بھارت پر انسٹیٹ کر رہا ہے لیکن ایران اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات کی بھال سے امریکہ اور بھارت کے مفادات پر ضرب پڑتی ہے۔ اس لیے وزیر اعظم پاکستان کا دورہ ترکیہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل تھا اور یہ message دینا ضروری تھا کہ تم ترکیہ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ پاکستان کے معماشی اور سیاسی مفادات کا شدید تقاضا ہے کہ وہ ترکیہ کے ساتھ کھڑا رہے۔

قضاء الحق: بنیادی طور پر جس طرح خطے کے حالات

ایک جائز اور بروقت مطالیب

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

ملک میں انتہا پسندی کی تحریکیں انجی ہیں۔ اگر ملک نے اپنے مقصد و جوہ کی طرف واضح پیش قدمی کی ہوتی تو ملک اس وقت انتہا پسندی کی گرفت میں نہ ہوتا۔ لہذا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ پر امن ذراائع سے پوری نیک نیت کے ساتھ ملک میں نفاذ شریعت کے اقدامات کیے جائیں۔ اس غرض کے لیے اسلامی نظریاتی کوئی اور فیدرل شریعت کوئٹہ کو فعال بنا کر ان کی سفارشات اور فیصلوں کے مطابق اپنے قانونی اور ساری نظام میں تبدیلیاں بلاتاختیر لائی جائیں اور ملک سے کرپشن، بے راہ روی اور فاشی و عربی نئی نئی کرنے کے لیے موثر اقدامات کیے جائیں۔ تمام سیاسی و دینی جماعتیں کافر ہیں ہے کہ وہ اپنے دوسرے مقاصد پر نفاذ شریعت کے مطابق کو ادا دیتے کہ حکومت پر دباؤہ ڈالیں اور اس غرض کے لیے موثر گلر پر امن طور پر جدو جہد کا اہتمام کریں اور عوام کا فرض ہے کہ جو جماعتیں اور ادارے اس مقصد کے لیے جدو جہد کر رہے ہیں، ان کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔“

مفتق صاحب کی طرف منسوب جعلی پوسٹ میں جو مطالابہ 2023ء میں کیا گیا ہے اس سے زیادہ زور دار مطالابہ 2010ء میں کیا گیا تھا جس کو مفتی صاحب نے ہی تحریر کیا تھا۔ ہماری خواہش تھی کہ مفتی صاحب اس پوسٹ کی اپنی طرف نسبت کی نئی کرتے ہوئے اگر یہ فرمادیتے کہ اگرچہ یہ میری طرف سے نہیں ہے مگر اس کے نفس مضمون سے مجھے اتفاق ہے تو یہ گویا ان کے 2010ء کے موقف کی تائید ہو جاتی۔ مفتی صاحب نے 2018ء میں بھی کہا چکی میں علماء کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے یہ فرمادیتے کہ ایک نمائندہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے یہ فرمائے کہ میں کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے لیے ایک زوردار تحریک چلتی چاہیے۔ اسی طرح 2010ء میں بمقام لاہور ان کے مسلک کے لگ بھگ ڈیڑھ سو علماء کے ایک بڑے اجتماع میں بھی اسی موقف کو پیش کیا گیا تھا کہ پاکستان کے جملہ مسائل کا حل نفاذ اسلام میں ہے۔ اس اجتماع کا اعلامیہ بھی مفتی تھی صاحب نے تحریر فرمایا تھا اس اعلامیہ کے درج ذیل پیرا گراف کو سامنے رکھا جائے تو مفتی صاحب سے منسوب پوسٹ فیک ہونے کے باوجود وقوع کا اہم ترین تقاضا اور اہل پاکستان کا ایک جائز مطالبہ ہے اور اسے فوری طور پر پورا ہونا چاہیے تاکہ ملک کی بقا کا سامان ہو جائے اور عوام کے دھکوں کا مدعا و بھی ہو جائے۔ 2010ء میں مفتی صاحب کے تحریر کردہ اعلامیہ کا عکس ملاحظہ کیجیے:

”اس بات پر ہمارا غیر مت Hazel ایمان ہے کہ اسلام ہی نے یہ ملک بنایا تھا اور اسلام ہی اسے بجا سکتا ہے، لہذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک میں اسلامی تعلیمات اور قوانین کو نافذ کرنے کے لیے موثر اقدامات کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارا دینی فریضہ بھی ہے اور ملک کے آئین کو مزید برائی الملاکی اغماط نے اس احساں کو مزید تقویت دیں ہیں، جن کا اپنا بھی ایک مقام ہے اور اپنے والد محترم مفتی محمود یوسفی کے علمی و سیاسی جانشین (باقی صفحہ 11 پر)“

”محتوا ہی دیر میں یہ اکٹھاف ہوا کہ یہ پوسٹ فیک (جعلی) ہے۔ ویسے بھی بعد میں یہ پوسٹ پڑھتے ہوئے احساں ہو گیا تھا کہ یہ اور دو مفتی صاحب کی نہیں ہے۔ مزید برائی الملاکی اغماط نے اس احساں کو مزید تقویت دیں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مفتی صاحب کا صوتی پیغام بھی پہنچائی۔ اس کے ساتھ ہی مفتی صاحب کا صوتی پیغام بھی“

ہمارے نظام تعلیم میں کردار کی کمی

ڈاکٹر محمد یوسف خالد

تعلیم میں کردار کا فقدان

کر لے۔ گویا انسانی ذہانت فعال لہمایرین کا دعوے دار بھی جا رہی ہے۔ یوں آج تعلیم کی مرہون منت انسان اپنی ذہانت کو بھر پور طریقے سے استعمال کے قابل ہو گیا ہے۔

اصولی طور پر ہمارے نظام تعلیم کی اساسی مبادیں تو قرآن و مت اور اسلامی فکر کے اوپر اخراجی گئی ہیں۔ جس نے شعور سے زیادہ کردار کو اہمیت دی۔ کیونکہ ہمارا ملک پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس کی اکثر آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اس ملک کی پرو�اخت اور اخنان ہی اسلام کے نام پر کمی گئی ہے۔ اور اس ملک کی اولین شناخت بھی اسلام ہی ہے۔ لیکن بد قسمی یہ کہ ان سب کے باوجود آج کردار کا وجود ہمارے معاشرے اور ہمارے نظام تعلیم میں کہیں بچھے رہ گیا ہے۔

ہمارے نظام تعلیم کا جائزہ لیا جائے تو اس میں شعور و ادراک کی نشوونما کو اولین ترجیح حاصل ہے۔ پورا نظام تعلیم اچھے نہروں اور اچھے گریدز کے حصوں کی میشن کے طور پر کام کر رہا ہے۔ حال یہ ہے کہ اس نظام تعلیم میں ڈگری، اچھے نہرز اور اچھے گریدز سے آگے سوچنے تک کو غیر ضروری اور وقت کا ضیاع سمجھا جاتا ہے۔ اور کردار و اخلاق حصے پاکستان کے نظام تعلیم میں روح روایا کا کردار کا درج حاصل ہونا چاہیے تھا عملی طور پر اسے انتہائی غیر ضروری عنصر سمجھا گیا۔ اور اسے اپنے ایجادوں میں سے مکھی کو بناؤ یا جاتا ہے۔

نتیجہ کیا تکلا؟

جب نظام تعلیم سے شعور کو موتی رکھ کر دار کو ہٹایا گیا، تو نتیجہ یہ تکلا کہ معاشرے میں پروفیشنلز تو بے شمار پیدا ہوئے لیکن وہ سب کردار سے خالی تھے۔ ڈاکٹر، انجینئر، اساتذہ، علماء، آرٹس، سیاست دان، برسیں میں اور دیوبن تو بے شمار بنے لیکن بد قسمی سے ان میں کردار کی کمی۔ اور نتیجہ یہ تکلا کہ اپنے شعوری بلندی کی مہارت یا اسکل کو انہوں نے معاشرے کے فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کے بجائے ذاتی مفاد کے حصوں کے لیے استعمال کرنا شروع دیا۔ یوں معاشرے میں کرپشن اور لوٹ کھوٹ کی مبادی پڑ گئی۔ خود تعلیمی اداروں اور تعلیمی معیار کو ذاتی مقادیت کی

نظام تعلیم اس تعلیمی سرگرمی کا نام ہے۔ جس کے ذریعے افراد کے شعور و کردار کو بہتر بنانا کر ان کو ایک قوم کی نسبتیں خوب صورت اور اس کے جذبات نیش ہو جاتے ہیں۔ کردار کو بہتر بنانے سے انسان کی مجموعی شخصیت بہتر ہو جاتی ہے۔ اس میں، ایمان و اری، خود احتسابی اور خوف خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور انسان اپنی تمباکوں میں بھی خود کو اس سے زیادہ ذمہ دار محسوس کرتا ہے جتنا وہ لوگوں کے ہجوم میں رینجے ہوئے کرتا ہے۔ اور وہ قوم کی آئندہ ایلوگ یا نظریہ حیات سے تمہارا جنگ ہوتا ہے۔

کردار پر توجہ نہ دینے کا نتیجہ

اگر انسان کے شعور پر کام کر کے اسے بہتر بنادیا لیکن کردار پر کام نہ کیا گیا۔ تو نقصان یہ ہو گا کہ یہ انسان اپنے علم، شعور اور ادراک کی صلاحیتوں کو دوسرا سے مفید شہری کو بیک میل کرنے کے لیے استعمال کرے گا۔ کردار کی بلندی حاصل کیے بغیر شعور کی بلندی ایک و ملبوہ بیل اسکل کی مانند ہے جس سے دوسرے کو ڈراہم کا بیک میل کیا جاسکتا ہے۔ لہذا اگر شعور کے ساتھ کردار کو نہ جوڑا گیا تو یہی شعور دوسروں کی بیک میلگ کا ذریعہ بن جائے گا۔

نظام تعلیم میں شعور و ادراک کی اہمیت

چنانچہ ہمارا مشاہدہ بتاتا ہے کہ دنیا میں شعور اپنی بلندیوں کو چھوڑ رہا ہے۔ تعلیمی اداروں میں اعلیٰ ڈگریوں اور اعلیٰ گریدز کے حصوں کی دوڑگی ہوئی ہے۔ انسانی ذہانت نے منت تی ایجادوں کا ختم ہونے والا سلسلہ قائم کیا ہوا ہے۔ انسانی شعور اور ذہانت کا ناتک کو سخت کرنے کی تگ و دوہیں مصروف عمل ہے۔ خلاکی و عصیتیں اور سمندر کی تاریک و گینیں گھبرا یا اب انسانی شعور کی جو لگائی ہوئی ہے۔

دور حاضر میں انسانی شعور کی پیداوار آرٹیفیشل اینٹلی جنن (اے آئی) نے توکمال ہی کر دیا ہے۔ اس نے زندگی کے برکام کو خود کا رطیقے سے کرنے کے لیے آٹو میشن کی بنیاد رکھی۔ اب اے آئی میڈ رو بوٹ انسان کے تمام روپوں کی نقلی کر رہا ہے۔ اور سبیں نہیں مستقبل لیکن دوسرا طرف اس کے کردار کو بہتر بنانے کی کوشش اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔ کردار انسان کے ہر عمل کو بہتر اور متوازن بنانے میں مدد دیتا ہے۔

کردار سے انسان کی اخلاقیات بہتر ہو جاتی ہیں۔ اس میں

لیگا میلاد شیعیت؟

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

بھینست چڑھایا گیا۔ تعالیٰ نظام کو نقل مانیا کی آماجگاہ بنادیا گیا۔ قومی اداروں کو کرپشن، رشوت تسلی، اقراباً پروری اور ڈیونی دینے بغیر تنخواہیں وصولی کا ذریعہ بنادیا گیا۔ اور یوں آج کا پورا معاشرہ اس کرپشن کی لپیٹ میں آچکا ہے۔

مسئلہ کا حل کیا ہے؟

نظام تعلیم کو بہتر بنانے بغیر اس مسئلے کا کوئی حل باطل نہیں لکھنا ظہر نہیں آتا۔ کیونکہ معاشرہ اسی وقت بتا ہے جب ملک کا نظام تعلیم درست ہو۔ اس کے ذریعے معاشرے کی نہ صرف شعوری ارتقاء پر کام کیا جائے بلکہ کردار و اخلاق کو بھی بھر پور طریقے پر وان چڑھایا جائے۔ کیونکہ نظام تعلیم اس لذی کاتا نام ہے جو لوگوں کے بھجم کو جوڑ کر ایک قومی بار میں پروردیتا ہے۔ اور اچھے نظام تعلیم کی وجہ سے معاشرہ ایک گلددست کا مظہر پیش کرتا ہے۔ ورنہ معاشرہ صرف لوگوں کے ایک جگہ جمع ہونے سے نہیں ہتا۔ جب لوگ اپنے اپنے منادات کے حصول کے لیے ایک جگہ جمع ہوں اور ان کو اکٹھا کرنے میں کوئی اجتماعی مقصود کا فرمانہ ہو تو اسے لوگوں کا بھجم یا لوگوں کی منڈی کہا جاسکتا ہے۔ معاشرہ نہیں کہا جاسکتا۔

جب درست نظام تعلیم بنانے کی بات کی جائے تو شعور اور کردار و نوں کی نشوونما کو بیکا کرنا پڑے گا۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارے ملک پاکستان کو اس ضمیم میں سب سے زیادہ ذمہ داری ہم مسلمانوں پر تھی کہ ہم دنیا کو خالق سے ملوانے۔ تخلیق کا راز بتاتے۔ روح، زندگی کی حقیقت، اس کا مقصد دنیا کو بتاتے۔ مغرب سرستار مادی افکار، مادی زندگی کی اندر دوڑ دھوپ، ایجادات، مادی ترقی ہی میں کوہبو کے نیل کی طرح دیوادن وار جاتا ہے۔ ایجادات کے دھیر لگادے بغراپنے اندر نہ جھانک سکا۔ شیخ سے پھوپتی کوپل اور گھونسلے میں اندر سے تخلیق ہوتی خوبصورت زندگی کو یکسرے کی آنکھ سے دیکھنے دکھانے والا بن گیا مکر دل کی رسائی خالق تک نہ ہو سکی۔ دل میانا بھی کر خدا سے طلب، 'کیسرے' کا نور 'قلب' کا نور نہیں۔ قصور ہمارا ہے۔ وہ سربستہ راز، جو فلسفیوں سے حل نہ ہو اور نکتہ دروں سے مکلنے کا، وہ راز اس کملی والے نے بتلا یا چند اشاروں میں! ہمارے پاس وہ راز قرآن عکیم اور سیرت محمد ﷺ کی صورت اور برسرز میں نفاذ شریعت، نبوت تا خلافت ارشدہ کامل صورت حل و عقد کو بھی جھوٹ ہو۔



میں موجود ہے۔ دوارب سینے اس کا مدفن ہیں آج! (اگرچہ لاکھوں کروڑوں سینوں میں لمبھاتی شریعت کی گواہی اس گھنے گزرے دور میں بھی موجود تو ہے!) ہم نے مغرب اور ساری دنیا ہی پر یہ علم ڈھایا کہ ہم ان کی ہر ایجاد سے استفادہ کرتے، اس پر لٹھو تھے، گن گاتے، اربوں ڈال ریال ان کی خریداری اور درآمد پر لٹاتے رہے۔ جو انمول حیات ابدی کی سفر ازیز یوں کا سامان ہمارے پاس تھا اسے ہم نے برآمد نہ کیا۔ اس پر زیادہ تر مسلمان شرمسار ہی رہے انہیں نہیں، میں جناد پرست (چاچا) مسلمان نہیں کہہ اور برست کر یہ دھبا، خود پر سے دھوتے رہے۔ کفر سے دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے اکثر ویشتر حادثے کے طور پر، اتفاقاً یا اللہ کی رہنمائی سے مسلمان ہوئے۔

ہمارا حصہ کم ہی پڑا پایا!

مسلم ممالک، ان کی آبادیاں، ان کے حکمران، تہذیب، رہنمائیں دیکھ لیجئے۔ گورے سے بڑھ کر خود کو گورا ثابت کرنے کی دیوائی میں مگن انتہجی ہے کہ حق کی تخلیق اور روح کی بیانات میں دنیا ماری ماری پھر تی ہے۔ نو مسلموں کی کہانیاں پڑھ دیکھیے، کتنے جتنے کتنی بحاجت بحاجت کی وادیوں سے بھنک کر وہ رب تعالیٰ ہی کی خصوصی عطا سے اسلام تک پہنچ پاتے ہیں، مثلاً امریکا میں ہندو مت کی تحریک ہرے راما کے راگ الاضتے۔ ان کے مخصوص تو جوان طلب طالبات میں بڑھتے پھیلتے دیکھی۔ آج امریکا میں اس کے 10 لاکھ باضابطہ پیر و کار ہیں۔ ہرے کرشا ہرے رام کے راگ الاضتے۔ ان کے مخصوص بس پہنچتے۔ ابتدا میں تو جو گیوں والے زعفرانی لباسوں کا چرچا تھا۔ اب عام لباس یعنی اسی شرت پی کیپ ہی پڑھے کرشا، لکھا ہوتا ہے۔ اسی طرح کے پر لکھا ہوا بازوں میں پہنچا جاتا ہے۔ ایک خوبصورت، فطری آسمانی جامع دین (اسلام) کی بجائے تناخ (روح کا کسی اور شکل میں ظہور ہوتے چلے جانا، انسان یا جانور!...) کے

صرف ہندوؤں کی بلکہ لارڈ شیوا کی توبین ہے، بلکہ اوم اور سوریا نمکار کہنا یوگا کا حصہ ہے۔ یاد رہے کہ عرب یوگا فاؤنڈیشن کی سربراہ نوف مرودی نے بتایا کہ ملک کے کئی بڑے شہروں (بٹشول مکہ اور مدینہ) میں یوگا سینز قائم ہو چکی ہیں۔ (چوکفر از کعبہ برخیز کہ جاند مسلمانی!

اس ضمون کی ضرورت بھی اس لیے پیش آئی کہ یہ دیکھا گیا کہ اسلام آباد (اور دیگر بڑے شہروں) کی ایلیٹ آبادی میں فجر کی نماز کے بعد صاف طبیعت بالخصوص ریٹائرڈ حضرات، (گھنٹوں، پتوں کے کھجوا کے عوارض میں متلا) سادہ اور آسان ورزش جان کر مساجد سے نکل کر پاکوں، گراونڈوں میں یوگا پورے اہتمام سے کر رہے ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ تذکرہ بھی ہوتا ہے کہ یہ ورزش مفت ہے! یعنی جنم یا فریق یا تیرپی کی نسبت یوگا کم خرق بالائیں اور آسان ہے۔ مگر یہیں اععراض کیوں ہے؟ کلے کا پہلا جزو وغیرہ بالاطغوت ہے۔ روکفر ہے۔ بھارت اپنی ذیزدھ ارب آبادی، اسلام وغیرہ اور بدترین شرک کے ساتھ بہت بڑا طغوت ہے۔ نماز فجر میں مومنین معراج حاصل کر کے اگر سورج کے سامنے جائیں اُلٹی پالی مار کر یوگا کی مختلف مشقیں آزمائیں تو کیا ایمان پر کوئی آج نہ آئے گی؟ طلوع آفتاب پر اشراق تک کا توقف درکار ہے تجب بالفتر سے پنج کے لیے کیا ہم ہندو اعتقادات و ثوابات کی گمراہی میں لمحزے یوگے کے محتاج ہیں؟ الخدا! الخدا!

کرتے ہے قرار و جو دکا مسئلہ ہے۔ سو یوگا چیز جانب ایک بے ضرمشق وورش اور حسم وہ ہن پر کنٹل کا ذریعہ سمجھ کر اپنائی جا رہی ہے۔ باوجود یہ کہ ہندو عقیدے اور عبادت کا جزو ہے۔ (ہندو اسے ہندو دمت پھیلانے کے لیے محض جسمانی ورزش کہہ کر متعارف کرواتے ہیں)۔ آلتی پالی مار کر خاص بیت کے ساتھ سورج کی طرف منہ کر کے کی جاتی ہے۔ سورج (شرک یہ مذاہب کا دیوتا) کی طرف دھیان دینے سے جسم اور عقل کی تمام ناپاک چیزیں (ان کے عقیدے کے مطابق) خارج ہو جاتی ہیں اور مقدس آگ کے شعلے (سورج کی تپش) انہیں تو انہی بخشتے ہیں اور ناپاکی دور کر کے پاک کر دیتے ہیں۔ آج اسے سامنی تر کا لگا کر وہاں من ڈی کے حصول کا ذریعہ (عمل آفتابی) بتایا جاتا ہے۔ یاد رہے اکثر پیرا یوں کی وجہ میں وہاں من ڈی کی کمی شامل ہے۔ سو یوگا اس کی کمی کو دور کرتا ہے!

زیادتی، علم کہاں ہو جاتا ہے؟ وہ بھی دیکھنے جانے کے لائق ہے۔ یوگا (وہاں من ڈی کا حصول کرتے) شرک یہ اجزا، تشبہ بالکفار کی بنارجوانی اسلام ایسا نہ (چچ دین سے تھی وہاں) کر گزرتا ہے، اس کی خبر نہیں۔ اس کے دوران اوم، اوم (Om) پکارا، الاپا جاتا ہے جو ہندو دمت کے ایک بت کا نام ہے۔ جب مسلمانوں کے لیے اسے حلال کرنے کو کچھ لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ وہ اوم کی جگہ اللہ کہہ لیں۔ اس پر یشوپریش کے ہندو لیڈر نے تھنی سے تردید کی کہ اللہ کہنا نہ

ذات پات کی چھوٹ چھات اور توبہات بھرا چکل بد صورت بتوں کا جھمیلا۔ اندر کی بیاس انسان کو ما درا حقیقت کی تلاش میں یوں گھاث گھاث کے گدے پانی پلاتی ہے۔ اس کے تحت ISKCON، انریشل سوسائٹی فارکر کرشنہ Consciousness (اور اک)۔ یہ مذہب تنظیم امریکا، کینڈا اور مغربی ممالک ہی میں ہے۔ یہ کنوارے رہتے، گوشت سے پر بیز کرتے اور ہندو خدا کرشنہ کے مترپڑھتے ہیں۔ (تدبیجی ہندو فلسفے کے مطابق روح سوئی رہتی ہے۔ مترزاں پر اڑانداز ہوتے ہیں)۔ وہ لا رڈ کرشنہ، پیغمبر ہی کی طرح نعمۃ بالله (تھے اور وہ خود بھی ایک بہت بڑا خدائی کا درجہ رکھتے والا انسانیت کی رہنمائی کے لیے بھجا گیا تھا، یہ اس کے اور اک کا اہتمام ہے۔ نیت جہاں بہت سی معلومات آپ کو فرمائیں کرتا ہے وہاں نوجوان نسل کے الجھاؤ اور تشکیل کا بھی بہت سامان بھرا کے دیتا ہے، مثلاً یہ کہ کرشنہ بہت سے مسلمان اسکالرز کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ پر اعتماد کی طرح پتغیر ہیں۔ ان کی تعلیمات بھی مسلمانوں کے لیے انہی پتغیروں کی طرح اہم ہیں۔ مسلمان اسکالرز بالخصوص مغربی دنیا میں علماء کا قائم مقام بن چکے ہیں اور فکری گمراہی کے بہت سے سوتے اس ایک اصطلاح سے پھوٹے ہیں!

آدم بر سر مطلب، گلوپل و پیٹ اور تہذیب یوں کا سب کر قریب آ جانا۔ اس کا تجھے یہ بھی ہے کہ یوگا جو ہندو، بدھ، جین مت میں عبادات کا ایک حصہ ہے۔ ان کے باہم خدا، ملاقات کا ایک ذریعہ ہے بڑھ پکیل رہا ہے۔ امریکا میں 15 ملین (ڈیڑھ کروڑ لوگ) یوگا کرتے ہیں۔ سالانہ 10 ارب کپڑے لوگ یوگا کے لیے خریدتے ہیں۔ 21 جون کو اس کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ سعودی عرب سیست گیارہ ممالک میں باضافہ یوگا شروع کیا جا رہا ہے اور اس کے لیے تھی ادaroں کا سہارا الیا جا رہا ہے۔ ظاہر اسے وزن گھٹانے کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ (جو ان سوت وجود ہونے، بہت زیادہ اور غلط کھانے کی بنارہ کر کی کا مسئلہ ہے!) اسے ذہنی اور دماغی سکون کے حصول کا ذریعہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی آج کی بے خدا دنیا، بادیت سے لمحزے بے سکون، روحانی خلا کی بنارہ بھاں بھاں

عیال صاحبی اور فلسفہ قربانی

(درج حج اور عید الاضحیٰ اور رُآن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں)

بانی تنظیم اسلامی **ڈاکٹر مکتبہ القرآن** للرحمہم رب العالمین

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

☆ 56 صفحات ☆ قیمت (اشاعت خاص) 60 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور ۳۶۔ کے ۹۱۱ ناؤں لاہور
فون ۰۳-۳۵۸۶۹۵۰۱

www.maktaba.com.pk Whatsapp No. 0301-1115348

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کی علمائے کرام سے ملاقات

نجم الخر عدنان، ناظم نشر و اشاعت، حلقة لاہور شرقی

اسلام نے عدالتی اور قانونی حماز پر مشترک کو کوشش کی ہے۔ امیر تنظیم کی گفتگو کے بعد امیر تنظیم نے علمائے کرام سے گزارش کی کہ وہ اس حوالے سے اپنے تاثرات و تجاویز پیش فرمائیں۔ شکرانے مغل نے اس نتیجت کے حوالے سے بہت حوصلہ افراد اور ثابت تاثرات پیش کئے۔ کچھ حضرات کی طرف سے یہ تجویز آئی کہ اس طرح کی نشتوں کا العقاد و مقام فوتی ہوتے رہنا چاہئے۔ اس سے اتفاق و اتحاد کی فضاء پیدا ہوگی اور مختلف ممالک کے علمائے کرام کے آپس میں رابطہ و تعلق اور الفافت و محبت میں بھی اضافہ ہوگا۔ ایک تجویز یہ بھی پیش کی گئی کہ مغل میں موجود علمائے کرام کا ایک واحد گروپ بنایا جائے تاکہ آپس میں رابطے میں سہولت ہو۔ علمائے کرام نے تنظیم اسلامی کی جانب سے دینی شخصیات اور علمائے کرام سے تعاون و تعلق کی کوششوں کی تیسین فرمائی۔ اس مغل میں مختلف ممالک اور دینی تحریکات کے تقریباً 25 علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ نماز و عشاء کے بعد شرکاء کے لیے عشاء یہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ عشاء یہ کے بعد امیر تنظیم نے تمام مہمانوں کو پانی تنظیم کی دو کتب (فتح انتساب نبوی ملکیتہ نبی اور منتخبات بیان القرآن) کے تھانے پیش کرتے ہوئے رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ اس خوشنگوار ملاقات سے خوشنگوار نتائج برآمد فرمائے۔ آئیں!



ضرورت دشته

☆ نین، عمر 34 سال، تعلیم ایم فل لکیورڈ کالج، قد ۴'۵، رنگ فیز، سلیقہ شمار، صوم و صلوٰۃ کی پابندی کیے دینی مراج کے حامل شریف فیملی سے پڑھے کئے برسرور ذگار بھینے کارشنہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0336-0033133

☆ لاہور میں رہائش پذیر ایک شخص، عمر 47 سال، تعلیم ایم فل اسلامیات، پنج، کوئٹہ شاہی کے لیدی دینی مراج کی حامل خاتون کارشنہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0309-4904951

0321-4020701

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ بذریعہ صرف اطاعتی روں ادا کر کے گا اور شرکت کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے حلقہ لاہور شرقی کے سالانہ دورے کے موقع پر 3 جون بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب مرکز حلقہ لاہور شرقی گلہی شاہو میں علمائے کرام سے ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ امیر تنظیم کے انکار پر جتنی اتفاق و نظریات تیزی سے فروغ پارے ہیں۔ ساتھ اس موقع پر ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف اور نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان محترم پرویز کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے فضل و احسان سے کرایجی کے ایک اورے "علم فاؤنڈیشن" اور دیگر دینی شخصیات کی پر خلوص اور مسلسل کاوشوں سے پاکستان کے تمام مکاحب فکر کے نمایمہ علمائے کرام کی کمی کی تائید تو شیق سے ایک متفقہ تجدیہ قرآن مرتب ہو کر شائع ہو چکا ہے اور الحمد للہ صوبہ پنجاب اور صوبہ خیبر پختونخوا میں یہ قرآنی نصاب باقاعدہ تعلیمی نصاب کا حصہ بن چکا ہے۔ صوبہ بلوچستان میں بھی عتیریب اس حوالے سے پیش رفت کی امید ہے البتہ صوبہ سندھ میں اس حوالے سے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ حضرات دعا فرمائیں کہ پورے ملک میں یہ متفقہ تجدیہ تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ قرار پائے جس سے ان شاء اللہ قوم کے سازھے پانچ کروڑ پچھے استفادہ کریں گے۔ ماضی میں نمازوں کے حوالے سے تمام ممالک کے 31 علمائے کرام اور امارت میں علمائے کرام سے ربط و ضبط کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تنظیم اسلامی چونکہ دین کی اقامت کے لیے کوشاں ہے لہذا ہم اس حوالے سے علمائے کرام سے راہنمائی بھی طلب کرتے ہیں اور اگر ہمارے کام کے حوالے سے ان کی طرف سے کوئی تقيید برائے اصلاح کا پاکستان میں نمازوں کے حوالے سے خیر مقدم کرتے معاملہ ہو تو اس کا بھی خدھہ پیشانی سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ حدیث نبوی ملکیتہ نبی کے مطابق علمائے کرام انجیاء کرام نبی کے وارث ہیں۔ معاشرے میں علمائے اسلام کی خدمات نہیں انجیت کی حامل ہیں۔

امیر تنظیم نے آپس کے اتحاد و اتفاق کی اہمیت و ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت ضرورت خلاف جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی اور جمیعت علمائے اس امر کی ہے کہ اختلافی معاملات اور مسائل کو علمی حافل

Enjoining good and forbidding evil is a responsibility on every believer; rulers and subjects, men and women, each according to his or her ability.

6-...and bear with patience whatever befalls you... (*Quran 31:17*)

Luqman advises his son to pray perfectly, enjoin good and forbid evil and then recommends patience when dealing with people for this purpose and in all matters. Remembering Allah (SWT) and contemplating His greatness is the key to patience, and patience is a key to Paradise everlasting, therefore this was a wise advice indeed.

7-...And turn not your face away from men with pride... (*Quran 31:18*)

Try not to act as if you are better than everybody else. Humility is a much desirable quality for any believer to aspire to. Humility can guide us to Paradise, just as its opposite, arrogance, can lead us into Hell. Satan's arrogance or lack of humility caused not only his expulsion from Paradise but condemned him and his followers to Hell. Prophet Muhammad (SAAW) did not behave towards others as if he was better than they, nor did he spurn manual work. One of his companions reported that Prophet Muhammad (SAAW) worked happily with servants or workers.

8-...nor walk in insolence through the earth. Verily, Allah likes not any arrogant boaster.

(*Quran 31:18*)

Walking with insolence through the land is another form of arrogance. It is as if Luqman wanted to emphasize the importance of humility. All people are equal in the eyes of Allah (SWT); the only thing that sets them apart is piety. Prophet Muhammad (SAAW), his companions and the early generations of Muslims understood the concept of humility.

9-...And be moderate (or show no insolence) in your walking... (*Quran 31:19*)

A native American proverb tells us that "we will

be known by the tracks we leave". Luqman is advising his son to walk gently on this earth and not to crash into situations with heavy boots. He is advising that patience and humility should be a person's normal, or as we say these days, default demeanor. Believers should be known for the humility, gentleness and mercy in their behavior.

10-...and lower your voice. Verily, the harshest of all voices is the braying of the donkeys.

(*Quran 31:19*)

And finally, Luqman advises his son to lower his voice. Being loud and harsh, he says, makes one's voice sound like the braying of donkeys. Shouting does not win hearts, it offends and alienates people.

Luqman the wise counsels his son with 10 pieces of advice. It is important to note that Luqman begins with the most important lesson; belief in One Allah (SWT). He also makes clear that joining others in worship with Allah (SWT) is the only unforgivable sin.

Next, after laying the foundations of faith, Luqman reminds his son of the essential values a believer must strive to acquire, while simultaneously shunning pride and arrogance.

When parents can convey these 10 pieces of advice to their children they are laying the foundations for a happy life. If children can model this behavior as demonstrated by their parents and caregivers it is even better.

Courtesy: <https://aboutislam.net/>
[Reproduced]

ادارہ ”ندائے خلافت“
کی جانب سے قارئین کو

علیٰ صَلَّی مبارک ہو!

قارئین نوٹ فرما لیں کہ تعلیمات کی وجہ سے ادارہ کے دفاتر بند رہیں گے۔
بخاریں ”ندائے خلافت“ کا اگلا شمارہ عید کے بعد شائع ہو گا۔

Luqman the Wise counsels his son with 10 pieces of advice.

Aisha Stacey

The wise man, known as Luqman, gave 10 pieces of advice to his son. Advice that is applicable now and can be followed and used by any parent wanting to raise a child in the light of Islam.

It is said that if all parents implemented Luqman's advice then there would be no need to worry about the fate of the children in the Hereafter because they have been shown the path that leads to Paradise.

In the few short verses of the Quran that contain Luqman's advice to his son is the key to success in this life and on the Day of Judgment.

1-...O my son! Join not in worship others with Allah. Verily! Joining others in worship with Allah is a great wrong indeed. (*Quran 31:13*)

Luqman calls his son "my son" rather than by name so as to emphasize the familial bond. He catches his attention encouraging him to listen carefully to what he is about to say. He then calls his son's attention to what is the most important thing in the eyes of Allah (SWT).

The one who associates others with Allah (SWT), he says, does the biggest wrong or injustice to the Creator and Sustainer of the universe. That person also does a great wrong to himself because he offers himself up to the possibility of Allah's(SWT)anger and an eternal punishment.

2-...And we have enjoined on man to be dutiful and good to his parents...(*Quran 31:14*)

In the Quran, Allah (SWT) mentions the rights of parents in the same sentence as the most important aspect of Islam, worshiping Allah (SWT) alone. This indicates that being kind to parents, honoring and respecting them, is extremely important in the way of life that is

Islam.

In the following part of Chapter Luqman, 31:14, Allah (SWT) clarifies the difficulties mothers in particular go through raising their children and demands that the child gives thanks to his parents. Allah (SWT) reminds us then that it is to Him that we will return so our first allegiance is to Allah (SWT) alone, followed by devotion and kindness to our parents.

3-...O my son! If it be (anything) equal to the weight of a grain of mustard seed, and though it be in a rock, or in the heavens or in the earth, Allah will bring it forth... (*Quran 31:16*)

Luqman then advises his son to remember the might and power that belongs to Allah (SWT). Allah's(SWT) knowledge is perfect, anything that happens or will happen in this world is already known by Allah (SWT).

Allah's(SWT) might is absolute and should not be questioned, challenged or ignored by anyone.

4-...O my son! Offer prayer perfectly...

(*Quran 31:17*)

Luqman advises his son to pray regularly and in the right time frame. All parents should teach their children not only how to pray but why we pray and its importance. The Arabic word for prayer is salah and the word denotes connection. Prayer is our way of connecting with and maintaining a connection with Allah (SWT). Prayer at fixed times serves as a reminder of why we are here and helps to direct thoughts and actions away from sin and onto the remembrance of Allah (SWT).

5-...enjoin on people all that is good and forbid them from all that is evil... (*Quran 31:17*)

پاکستان میں سود کے خلاف ہونے والی کوششوں کی مختصر تاریخ

- ☆ 1948ء میں اشیت بیک کی عمارت کے افتتاح کے موقع پر قائدِ اعظم نے فرمایا: "میں مساوات اور معاشرتی انصاف کے حقیقی اسلامی تصور پر مبنی ایک معاشری نظام دنیا کے سامنے پیش کرنا ہو گا۔"
- ☆ 1956ء اور 1962ء کے آئین میں ربا کے خاتمے کی شش شال کی گئی۔
- ☆ 1969ء اسلامی مشاورتی کونسل نے ملک میں راجح نظامِ بنا کاری کے تحت جاری کیے جانے والے قرضوں اور سیکھوں کو سودی قرار دیا۔
- ☆ 1973ء وسپور پاکستان کی وحدت 38F میں طے کیا گیا کہ سود کو جلد از جلد ختم کرنا ریاست کی شخصی ذمہ داری ہے۔
- ☆ 1977ء اسلامی نظریاتی کونسل کو غیر سودی معیشت کے قائم کے لیے سفارشات مربوط کرنے کا کام تقویض کیا گیا۔ 1980ء میں کونسل نے اپنی تحریک رپورٹ شائع کی۔
- ☆ 1991ء وفاقی شرعی عدالت نے bank interest کو ربا میعنی سود قرار دیا۔
- ☆ 1992ء میں حکومت نے پریم کورٹ میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف ایکلی وائز کی جس کی 1999ء تک ساعت نہ ہو گی۔
- ☆ 1997ء میں ڈائٹریکٹ اسلامیہ کی کوششوں سے مسلم ایگ کی حکومت نے ایک اور کمیشن قائم کیا اور اس نے بھی اپنی رپورٹ پیش کر دی۔
- ☆ 1999ء پریم کورٹ نے وفاقی شرعی عدالت کے 1991ء کے فیصلے کو درست قرار دیا اور سودی قوانین کے خاتمے کے لیے جون 2001ء کی تاریخ مقرر کر دی۔
- ☆ جون 2002ء میں پریم کورٹ کے نئے شریعت لیبلٹ بیچنے سبقہ دونوں فیصلوں کو کاodium قرار دے دیا اور محکمہ از سرف جائزے کے لیے واپس فیڈرل شریعت کورٹ کو یہ مانگ کر دیا۔
- ☆ 2013ء میں گیارہ برس بعد وفاقی شرعی عدالت میں ریاضت شدہ کیس ساعت کے لیے مقرر (fix) کیا گیا مگر متعدد سماحتوں کے باوجود کورٹ نے فیصلہ نہیں دیا۔ بیچنے رہے اور رٹنے میں رہے۔ ہر بار ساعت گواہ سر تو شروع کی جاتی رہی۔
- ☆ 2015ء میں آئین کی وحدت (3) 184 کے تحت سابقہ امیر خٹک اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کی طرف سے پریم کورٹ میں سود کے خاتمے کے لیے ایک پیشہ جع کروائی گئی۔ اس پیشہ کو تواریخ کر دیا گیا کہ سود کا ماملہ وفاقی شرعی عدالت میں زیر ساعت ہے۔
- ☆ 2019ء میں کورٹ کے دائرہ کار پر بحث کے دوران اُس وقت کے اثارنی جزل نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس کیس کے حوالے سے وفاقی حکومت وفاقی شرعی عدالت کی jurisdiction کو چھینج نہیں کرتی۔
- ☆ فروری 2021ء میں اثارنی جزل نے یہ موقف اختیار کیا کہ وفاقی حکومت وفاقی شرعی عدالت کی jurisdiction کو چھینج نہیں کرتی۔
- ☆ 29 اپریل 2022ء کو وفاقی شرعی عدالت نے نہ صرف بیک ائٹرست کو ربا قرار دے دیا بلکہ مختلف اہداف کو سامنے رکھتے ہوئے تین نام فریم بھی دیے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔
 - (i) دس قوانین ایسے ہیں جن کے بارے میں عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ وہ کم جون 2022ء کو ختم ہو جائیں گے۔
 - (ii) سود کو تحفظ دینے والے قریبًا 26 قوانین کی جگہ نئے قوانین بنانے کے لیے 31 ستمبر 2022ء تک کی ڈیلی لائن دی ہے۔
 - (iii) 31 دسمبر 2027ء تک پورے سودی نظام کو کمل طور پر غیر سودی نظام (اسلام کا عادل اسلامی نظام معیشت) میں تبدیل کرنا ہے۔
- ☆ علاوہ از اس وفاقی شرعی عدالت نے آئین کی شن 3-29 کے مطابق نئے قوانین کو موثر بنانے کے لیے حکومت کو یہ بھی ہدایت کی ہے کہ ہر سال باقاعدہ پر اگر لیں رپورٹ قوی اسیلی اور بیہت میں پیش کی جائے تاکہ ہر سال پیش رفت سامنے آتی رہے۔
- ☆ اس طرح تقریباً 30 سال قبل 1991 سے سود کے خلاف جو کوششیں شروع ہوئی تھی الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بار آور کر دیا۔ البتہ ہماری جدوجہد ابھی ختم نہیں ہوئی۔ شرکی علمبردار قوتیں یقیناً اس فیصلے کے نفاذ میں رکاوٹیں کھڑی کریں گی۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم ان کی کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

انسدادِ سود کی کوششوں کی مزید تفصیل کے لیے www.giveupriba.com ملاحظہ کیجیے

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 419 دن گزر چکے!

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

MULTICAL-1000

Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)

**MULTICAL-1000 CONTAINS****XTRA CALCIUM**Takes you away from
Malaise & Fatigue

Sweetened with Aspartane
Aspartane is safe & FDA approved low caloric sweetener



NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Head Office Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN: 111-740-750

Health Devotion